بسم اللہ الرحمن الرحیم

کاش لعنت جائز ہوتی تو تم پر کرتا، یہ جملہ کہنا کیسا؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک ادارے میں پڑھانے والے استاد نے بچوں کے سبق یاد نہ کرنے پر ان کو مخاطب کرتے ہوئے یوں کہا کہ: **"کاش لعنت جائز ہوتی تو میں تم پر لعنت کرتا"**۔ پوچھنا یہ تھا کہ مسلمان پر تو لعنت کرنا جائز نہیں ہے، تو اس جملے کا کیا شرعی حکم ہے؟ کیا ایسا کہنا کفر تو نہیں ہے؟ رہنمائی فرمادیں۔

جواب

قوانینِ شرعیہ کے مطابق کسی ناجائز چیز کے جائز ہونے کی تمنا کرنا، کب کفر ہوتا ہے اور کب کفر نہیں؟ **اس کی تفصیل یہ ہے** کہ اگر وہ ناجائز چیز کبھی جائز نہ ہوئی ہو، تو اس کے جائز ہونے کی تمنا کرنا کفر ہے اور اگر وہ چیز کبھی نہ کبھی خواہ پہلی کسی شریعت میں جائز ہو، تو اس کے جائز ہونے کی تمنا کرنا کفر نہیں ہے، **مثلاً** یہ تمنا کرنا کہ کاش زنا جائز ہوتا، کفر ہے، کہ زنا کبھی جائز نہیں ہوا، نہ کسی سابقہ شریعت میں اور نہ ہی دین محمدی میں، لیکن اگر کسی نے یہ تمنا کی کہ کاش رمضان کے روزے فرض نہ ہوتے یا شراب حرام نہ ہوتی، تو یہ اگرچہ غیر مناسب اور فضول جملے ہیں، لیکن کفر نہیں ہیں۔

کسی پر لعنت کرنا بہت سخت کام ہے، کہ اس کا مطلب کسی کو اللہ تعالی کی رحمت سے دھتکارنا، دور کرنا ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ کسی معین فرد پر لعنت کرنا جائز نہیں ہے، خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو، لیکن وہ افراد کہ جن کا کفر پر مرنا ثابت ہوچکا (جیسے فرعون، ابوجہل، ابو لہب وغیرہ) ان پر لعنت کرنا جائز ہے، اسی طرح کسی کو معین کیے بغیر کسی عمومی یا خصوصی وصف کے ساتھ لعنت کرنا بھی جائز ہے، جیسے یہ کہنا کہ کافروں پر اللہ کی لعنت یا ظالموں، جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہو۔ تو چونکہ لعنت ایسی چیز نہیں ہے کہ جو کبھی جائز نہیں ہوئی، بلکہ اس کے جواز کی کئی صورتیں قرآن واحادیث اور کتبِ سلف الصالحین میں موجود ہیں، لہذا عمومی صورت میں اس کے جواز کی تمنا کرنا کفر نہیں ہے، **لہذا پوچھی گئی صورت میں** شخصِ مذکور کا جملہ **"کاش لعنت جائز ہوتی تو میں تم پر لعنت کرتا"** اگرچہ کفر نہیں ہے، لیکن چونکہ اس طرح کے جملے مسلمان کی دل آزاری کا سبب بن سکتے ہیں اور مسلمان کی دل آزاری ناجائز وگناہ ہے، نیز کسی ادارے کا استاد اگر اس طرح کے جملے بولے گا تو اس کے شاگردوں پر اس کا اچھا اثر نہیں ہوگا، لہذا بحیثیتِ مسلمان ہمیں ہمارا دین اس قسم کے فضول اور لغو جملوں سے بچنے کی ہی تلقین کرتا ہے۔

عمدۃ المتکلمین، علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "لو تمنی ان لا یکون الخمر حراما او لا یکون صوم رمضان فرضا لما یشق علیه لا یکفر بخلاف ما اذا تمنی ان لا یحرم الزنا وقتل النفس بغیر حق فانه یکفر" **ترجمہ: اگر کوئی شخص یہ خواہش کرے کہ**

کاش شراب حرام نہ ہوتی یا رمضان کے روزے فرض نہ ہوتے، کہ یہ اس پر مشکل ہیں، تو وہ کافر نہیں ہوگا۔ لیکن اگر وہ یہ خواہش کرے کہ کاش زنا حرام نہ ہوتا یا ناحق کسی کا قتل حرام نہ ہوتا، تو وہ کافر ہو جائے گا۔ (شرح العقائد النسفیۃ، صفحہ 351، مکتبۃ المدینۃ، کراچی)

شرح عقائد کی ذکر کردہ عبارت کے تحت علامہ عبد العزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "والقاعدة: أن كل ما كان حراماً في شرائع جميع الأنبياء فتمني حله كفر وما كان حلالاً ثم حرم فتمني حله ليس بكفر" ترجمہ: **قاعدہ یہ ہے کہ جو کام تمام انبیاء کرام کی شریعتوں میں حرام تھا اس کے حلال ہونے کی تمنا کفر ہے اور جو کبھی حلال تھا پھر حرام ہوا اس کے حلال ہونے کی تمنا کفر نہیں۔** (النبراس، صفحہ 339، مطبوعہ ملتان)

اسی طرح امام ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "الضابط أن ما كان حلالاً في زمان فتمني حله لا يكفر" ترجمہ: **قاعدہ یہ ہے کہ جو چیز کسی زمانے میں حلال ہو، اس کے حلال ہونے کی تمنا کرنا کفر نہیں ہے۔** (الاعلام بقواطع الاسلام، صفحہ 125، دار التقوی، سوریا)

لعنت بہت سخت چیز ہے، چنانچہ حجۃ الاسلام امام محمد بن محمد غزالی شافعی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ (سالِ وفات: 505ھ/1111ء) لعنت کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "واللعن عبارة عن الطرد والإبعاد من الله تعالى وذلك غير جائز إلا على من اتصف بصفة تبعده من الله عز وجل وهو الكفر والظلم بأن يقول لعنة الله على الظالمين وعلى الكافرين" ترجمہ: **لعنت کا مطلب ہے اللہ تعالی (کی رحمت) سے دھتکارنا اور دور کرنا** اور یہ صرف اس شخص پر جائز ہے جس کے اندر کوئی ایسی صفت پائی جائے جو اسے **اللہ** تعالی سے دور کرنے والی ہو اور وہ صِفَت کُفر اور ظلم ہے، گویا لعنت کرنے والا یوں کہے کہ ظالموں اور کافروں پر **اللہ** تعالی کی لعنت ہو۔ (احیاء علوم الدین، جلد 03، صفحہ 123، دار المعرفۃ، بیروت)

وہ افراد جن کا کفر پر مرنا ثابت ہو چکا ان پر لعنت کر سکتے ہیں، یونہی بغیر کسی کی تعیین کے کسی وصف کے ساتھ بھی لعنت کر سکتے ہیں،

چنانچہ علامہ ابنِ عابدین شامی دِمشقی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ (سالِ وفات: 1252ھ/1836ء) لکھتے ہیں: "هي لا تكون الا لكافر، ولذا لم تجز على معين لم يعلم موته على الكفر بدليل وان كان فاسقا متهورا كيزيد على المعتمد، بخلاف نحو ابليس وابي لهب وابي جهل فيجوز، وبخلاف غير المعين كالظالمين والكاذبين فيجوز ايضا" ترجمہ: **(لعنت) کافر کو ہی کی جا سکتی ہے**، اور اسی وجہ سے کسی معین پر کہ جس کی موت کفر پر ہونا کسی دلیل سے معلوم نہ ہو جائز نہیں اگرچہ وہ فاسق وفاجر ہو جیسے کہ یزید معتمد قول کے مطابق، **بخلاف ابلیس، ابو جہل اور ابو لہب کے کہ ان پر لعنت کرنا، جائز ہے، اور بخلاف غیر معین کے یعنی غیر معین جیسے ظالموں، جھوٹوں پر لعنت کرنا بھی جائز ہے۔** (رد المحتار علی در مختار، جلد 03، صفحہ 416، دار الفکر، بیروت)

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سُنَّت، امام اَحمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ (سالِ وفات: 1340ھ/1921ء) لکھتے ہیں: "لعنت بہت سخت چیز ہے ہر مسلمان کو اس سے بچایا جائے بلکہ لعین کافر پر بھی لعنت جائز نہیں جب تک اس کا کفر پر مرنا قرآن وحدیث سے ثابت نہ ہو۔" (فتاوی رضویہ، جلد 21، صفحہ 222، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

مسلمان کے لیے مناسب یہی ہے کہ وہ فضول اور لغو جملوں سے بچے اور زبان سے وہی کلمات بولے جن کی شریعت مطہرہ نے اجازت دی ہے، چنانچہ فلاح پانے والے مؤمنین کی صفات بیان کرتے ہوئے اللہ پاک قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: (وَ الَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ) ترجمہ کنزالعرفان: اور وہ جو فضول بات سے منہ پھیرنے والے ہیں۔ (پارہ 18، سورۃ المؤمنون، آیت 03)

مذکورہ آیت مبارکہ کے تحت تفسیر صراط الجنان میں ہے: "فلاح پانے والے مومنوں کا دوسرا وصف بیان کیا گیا کہ وہ ہر لَہو و باطل سے بچے رہتے ہیں۔۔۔ یاد رہے کہ زبان کی حفاظت و نگہداشت اور فضولیات و لَغْویات سے اسے باز رکھنا بہت ضروری ہے کیونکہ زیادہ سرکشی اور سب سے زیادہ فساد و نقصان اسی زبان سے رونما ہوتا ہے اور جو شخص زبان کو کھلی چھٹی دے دیتا اور اس کی لگام ڈھیلی چھوڑ دیتا ہے تو شیطان اسے ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔" (صراط الجنان، جلد 06، صفحہ 493، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

کسی پر لعنت کرنے کے معاملے میں کیسی احتیاط ہونی چاہیے، اس حوالے سے احیاء العلوم میں لکھا ہے: "وينبغي أن يتبع فيه لفظ الشرع فإن في اللعنة خطرا لأنه حكم على الله عز وجل بأنه قد أبعد الملعون وذلك غيب لا يطلع عليه غير الله تعالى ويطلع عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أطلعه الله عليه" ترجمہ: اور مناسب یہی ہے کہ اس سلسلے میں شریعت کے بیان کردہ الفاظ کی پیروی کی جائے، کیونکہ لعنت میں خطرہ ہے، کہ اس میں اللہ تعالی پر اس بات کا حکم لگانا ہے کہ اس نے ملعون کو (اپنی رحمت سے) دور کر دیا ہے، حالانکہ یہ معاملہ تو غیب کا ہے جس پر اللہ تعالی یا پھر اس کے بتائے سے اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مطلع ہو سکتے ہیں۔ (احیاء علوم الدین، جلد 03، صفحہ 123، دار المعرفۃ، بیروت)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: OKR-0168

تاریخ اجراء: 13 جمادی الاخری 1447ھ/05 دسمبر 2025ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net